Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
November 28, 2025

A Research Study on the Supreme Intercession (Shafāʿat-e-ʿUẓmā) in the Context of Human Experience Under the Proximity of the Sun on the Day of Resurrection

روزِ قیامت سورج کا قرب انسانی کیفیت کے تناظر میں شفاعتِ عظمیٰ کا ایک تحقیقی مطالعہ

Dr. Sobia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur
Email: sobiakausar.khan@gmail.com

Anam Saffique
MS Research Scholar, Department of Islamic Studies, The GSCWU Bahawalpur
Email: Anamsiddique5555@gmail.com

Abstract

The Day of Judgment is described in the Qur’an and Hadith as a day of immense terror and awe. Among its most striking events is the nearness of the sun, which will profoundly impact humanity on both physical and psychological levels. People will be drenched in sweat, overcome with fear and anxiety, and desperately seeking salvation. At that critical moment, Allah Almighty will bestow upon His beloved Prophet (peace and blessings be upon him) the honored position of Maqām Maḥmūd, through which he will intercede on behalf of the Ummah, thus serving as the primary means of divine mercy and ultimate deliverance. This study examines the proximity of the sun and its effects in the light of the Qur’an and classical exegeses, while also highlighting the significance of the Great Intercession. The research not only illustrates the hardships of the Day of Judgment but also emphasizes the moral call for humanity to prepare for the Hereafter through righteous deeds in this world.

Keywords: Day of Judgment, Proximity of the Sun, Human Condition, Physical and Psychological Effects, Great Intercession, Qur’an and Exegesis, Position of Honor, Salvation in the Hereafter

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

تمہید

انسانی تاریخ میں قیامت کا تصور ہمیشہ انسان کی فکر و نظر کا مرکز رہا ہے۔ ہر زمانے میں یہ سوال ذہنوں کو بے چین کرتا رہا ہے کہ اس دن کی کیفیت کیسی ہوگی اور انسان کس طرح اس کا سامنا کرے گا۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ نے ان مناظر کو نہایت جامع اور بلیغ انداز میں پیش کیا ہے تاکہ انسان اپنی زندگی کو آخرت کی تیاری کے مطابق ڈھال سکے۔ روزِ محشر محض ایک عقیدہ نہیں بلکہ ایک یقینی حقیقت ہے جو براہِ راست انسان کے کردار اور سوچ پر اثر ڈالتی ہے۔ مفسرینِ کرام نے اس موضوع کی تفاسیر میں نہ صرف قرآنی آیات کی تشریح کی ہے بلکہ اس دن کے حالات کی شدت اور ہولناکی کو بھی نمایاں کیا ہے۔ انہی مناظر میں سورج کی غیر معمولی حالت ایک نمایاں پہلو ہے، جس پر غور ایمان کو تازہ کرنے اور انجام کی تیاری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہی تناظر اس تحقیق کی بنیاد ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ قیامت کے دن سورج کی کیفیت کو انسان کی حالت کے ساتھ جوڑ کر پرکھا جائے اور اس موقع پر شفاعتِ عظمیٰ کے مفہوم کو واضح کیا جائے۔

قیامت کے لغوی معنی و مفہوم

قیامت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ (ق و م) ہے اور یہ موت کے بعد اٹھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

1. **فیروز اللغات میں قیامت کے لغوی معنی یوں بیان کیا گیا ہے۔**

روز محشر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق وہ دن جب مردے زندہ کھڑے ہوں گے اور حساب کتاب ہوگا۔[1]

2. لسان العرب میں ابن منظور رقم طراز ہیں:

" يومُ البعثِ يقومُ فيه الخلقُ بين يدي الحيِّ القيومِ۔"[2]

روزِ قیامت سے مراد وہ دن ہے جس دن مخلوق اپنے زندہ و جاوید رب کے سامنے کھڑی ہوگی۔

امام راغب اصفہانی اس کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قیامت کے معنی انسان کے یکبار گی قیام یعنی کھڑا ہونے کے ہیں، اور قیامت کے یکبار گی وقوع پذیر ہونے پر تنبیہ کرنے کے لیے لفظ قیام کے آخر میں تاء کا اضافہ کیا گیا ہے"[3]

[1] فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات (لاہور: فیروز سنز، 1996ء) ص 96۔

[2] ابن منظور، لسان العرب، جلد 11 (بیروت: دار صادر، 1414ھ) ص 362۔

[3] راغب اصفہانی، ابوالقاسم حسین بن محمد، المفردات فی غریب القران، جلد دوم (ریاض: دار القلم، 1998ء) ص 81/880۔

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت وہ وقت ہے جب انسان اچانک اور بغیر کسی پیشگی مرحلے کے کھڑا کر دیا جائے گا۔ لفظ "قیامت" میں تاء کا اضافہ بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ واقعہ ایک لمحے میں، فوری اور مکمل طور پر رونما ہوگا، اور اس کے ساتھ ہی کائنات کا پورا نظام بدل جائے گا۔

یومِ قیامت میں قربِ شمس اور انسانی کیفیت کا بیان

انسانی تاریخ کا سب سے عظیم اور فیصلہ کن مرحلہ وہ دن ہے جسے قرآن نے یومُ الحشر کہا ہے۔ یہ وہ لمحہ ہوگا جب کائنات کی بنیادیں ہل جائیں گی، زمین اپنے پوشیدہ راز کھول دے گی، اور آسمان کے روشن ستارے و چراغ ماند پڑ جائیں گے۔ یہ کوئی خیالی یا مبالغہ آرائی پر مبنی تصور نہیں بلکہ وہ سچائی ہے جسے قرآن بار بار بیان کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ۔

"إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ"۔

"اور اس میں اس کے لیے بڑی ہی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب کا خوف رکھتا ہو، یہ (آخرت کا دن) وہ دن ہے جب تمام انسان اکٹھے کیے جائیں گے اور یہ وہ دن ہے جس کا نظارہ کیا جائے گا۔"[4]

اس دن انسان اپنی پوری زندگی کے اعمال کے ساتھ کھڑا ہوگا اور سچائی اس پر بالکل عیاں ہو جائے گی۔ وہاں نہ دولت کی حیثیت ہو گی، نہ رشتوں کا سہارا، نہ دنیاوی مرتبے کا فائدہ، بس ایمان اور اعمال ہی اصل معیار ہوں گے۔ قرآنِ حکیم اور مفسرینِ کرام نے اس دن کی ہولناکی اور ہیبت کو نہایت مؤثر اور گہرے انداز میں بیان کیا ہے۔ کبھی اسے یومِ عظیم کہا گیا، کبھی **یوم الفصل**، اور کبھی " يومٌ لا رَيب فيه۔" مفسرین کے مطابق یہ دن صرف حساب و کتاب تک محدود نہیں ہوگا، بلکہ کائنات کے نظام میں ایسی غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہوں گی کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے گی۔ انہی پر ہیبت مناظر میں ایک منظر "سورج کا قرب بھی ہے،" جو انسانیت کے لیے ایک آزمائش بن جائیں گے جس کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق حساب کے لیے پیش ہو، اس دن کا کھینچتا ہوا وقت دراصل اس کی شدت اور قرب کی علامت ہے یہ کوئی معمولی فلکیاتی تبدیلی نہیں بلکہ انسانی شعور کو جھنجھوڑ دینے والا انقلاب ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ المعارج میں واضح ارشاد فرمایا:

" تَعْرُجُ الْمَلَآئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُه خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ "[5]

جن سیڑھیوں سے فرشتے اور اہلِ ایمان کی روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں (اور وہ عذاب) اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

[4] القرآن (ہود) 103:11
[5] القرآن (المعارج) 4:70

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
November 28, 2025

اس آیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قیامت کا دن، انسان کی سوچ سے کہیں زیادہ طویل اور کٹھن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ فرشتے اور حضرت جبرائیلؑ اللہ کی بارگاہ میں چڑھیں گے، اور یہ دن اتنا طویل ہوگا جیسے پچاس ہزار برس کی مدت۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دن کی سختی اور ہولناکی عام دنوں کی طرح نہیں ہوگی بلکہ انسان کے لیے ایک نہایت کٹھن مرحلہ ہوگا۔ یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ دنیا کی وقتی زندگی اور اس کی رنگینیاں دھوکہ نہ دیں، اصل تیاری تو اس دن کے لیے ضروری ہے جب ہر ایک کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

لہذا! قرآن کریم کی متعدد آیات میں قیامت کے دن کی طوالت اور سورج کی کیفیت کو نہایت وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بیان صرف قرآن تک محدود نہیں، بلکہ احادیثِ مبارکہ میں بھی اس حقیقت کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں اس دن کی سختیوں اور اس کی طویل مدت کا ذکر فرمایا ہے۔

جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ " تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ " [6]

"مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن (میدان حشر میں) سورج کو مخلوق کے نزدیک کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر رہ جائے گا۔"

یہ حدیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ قیامت کا دن نہایت سخت اور ہولناک ہوگا۔ "مقداد بن اسودؓ" کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن سورج کو مخلوق کے بے حد قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ صرف ایک میل کے فاصلے پر رہ جائے گا۔ سورج کی یہ غیر معمولی قربت، انسانوں پر شدید گرمی اور کربناک کیفیت مسلط کرے گی، جس کا تصور دنیا کی موجودہ زندگی میں ممکن نہیں۔ یہ منظر در اصل قیامت کی طوالت، ہولناکی اور اس دن کے امتحان کی شدت کو نمایاں کرتا ہے کہ جب انسان نہ صرف اپنے اعمال کے حساب کے بوجھ تلے دبے ہوں گے، بلکہ خارجی ماحول بھی انہیں انتہائی کٹھن آزمائش سے دوچار کرے گا۔ اس حدیث کے ذریعے قیامت کے دن کی سختیوں اور سورج کی کیفیت کی ایک عملی جھلک سامنے آتی ہے، جو انسان کو اس دن کی تیاری کی یاد دہانی کرواتی ہے۔

[6] المسلم، الصحیح المسلم (دار الاحیاء الترث العربی، س ن) کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب فِي صِفَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَعَانَنَا اللَّهُ عَلَى أَهْوَالِهَا، حدیث نمبر: 2864۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

روزِ حشر شمس کی تبدیلی کے انسانیت پر اثرات

روزِ قیامت کا ایک نہایت ہیبت ناک منظر سورج کی غیر معمولی کیفیت ہے۔اس دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج زمین کے بے حد قریب کر دیا جائے گا،اور اس کی حدت ،ایسی ہوگی کہ دنیا کی زندگی میں اس کا تصور بھی ممکن نہیں۔ یہ کیفیت محض کائناتی یا فلکیاتی تبدیلی نہ ہوگی، بلکہ انسان پر اس کے براہِ راست جسمانی اور نفسیاتی اثرات مرتب ہوں گے۔ تیز و تند حرارت اور پسینے میں ڈوب جانے کی کیفیت جسمانی اذیت کو بڑھادے گی، جبکہ خوف و ہراس اور انجام کی بے یقینی دل و دماغ کو شدید اضطراب میں مبتلا کر دے گی۔ یہ منظر دراصل اس حقیقت کی عکاسی ہے کہ انسان کے اعمال ہی اس کے انجام اور کیفیت پر اثرانداز ہوں گے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

" یومَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًاۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ۔"[7]

"جس دن ہر شخص حاضر کیا ہوا پائے گا جو اس نے نیکی میں سے کیا اور وہ بھی جو اس نے برائی میں سے کیا، چاہے گا کاش! اس کے درمیان اور اس کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں سے بے حد نرمی کرنے والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے ایک عبرت انگیز منظر کی تصویر پیش فرماتے ہیں، جہاں ہر انسان اپنے اعمال کے نتائج دیکھے گا۔ نیک اعمال دل کو سکون بخشیں گے اور برے اعمال پر پچھتاوا ہوگا۔ اُس دن نہ بہانے کام آئیں گے اور نہ بغیر اجازت کوئی سفارش فائدہ دے سکے گی۔ یہ دن عدل و انصاف کا ہے، اور اللہ تعالیٰ بندوں کو تقویٰ کی تلقین فرماتے ہیں تاکہ وہ غفلت اور کوتاہی سے بچیں، کیونکہ وہ اپنے بندوں سے بے حد محبت اور شفقت رکھنے والا ہے۔

جسمانی اثرات

روزِ قیامت سورج کی بے انتہا تپش اور بڑھتی ہوئی حرارت سے انسانوں کے جسموں پر نہایت ہولناک اثرات مرتب ہوں گے۔ اس شدید گرمی میں ہر شخص کو جسمانی اذیت، سخت تھکن اور بے پناہ پسینے کا سامنا کرنا پڑے گا، اور وہ خود کو بچانے کے لیے ہر لمحہ بے قرار ہوگا۔ یہ شدید حدت نہ صرف دل کی دھڑکن کو تیز کرے گی، بلکہ ہر انسان کو اپنی جان بچانے کی فکر میں بے چین کر دے گی، گویا کہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہو۔ یہ منظر اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے؛ کہ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال اس کی جسمانی حالت کا تعین کریں گے اور اسی کے مطابق اسے تکلیف یا راحت ملے گی۔ قیامت کے دن انسانوں پر پڑنے والے شدید جسمانی اثرات کے حوالے سے قرآنِ کریم میں کئی ارشادات ملتے ہیں، اور سورۃ عبس کی متعدد آیت اس کی واضح عکاسی کرتی ہے، جو اس دن کے ہولناک ماحول اور جسم پر پڑنے والے شدید اثرات کو بخوبی بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[7] القرآن (ال عمران) 30:2

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

" وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌوَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌرْهَقُهَا قَتَرَةٌأُولَـٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ۔"[8]

"کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے ہنستے اور خوش و خرم ہوں گے اور بہت سے چہرے اسروز گرد آلود
ہوں گے ان پر سیاہی چھار ہی ہو گی یہی کافر اور بدکار لوگ ہوں گے۔"

ان آیات سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے؛ کہ قیامت کے دن ہر انسان کی کیفیت اس کے اعمال کے عین مطابق ہو گی نیک لوگوں کے چہرے روشنی، مسرت اور سے بھرے ہوں گے، جو ان کے صالح اعمال کی علامت ہیں، جبکہ گناہگاروں اور کافروں کے چہرے غبار اور سیاہی میں ڈوبے ہوں گے، جو ان کی بدکرداری کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ منظر اس بات کی عملی تصویر پیش کرتا ہے کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال نہ صرف اس کے روحانی مقام، بلکہ اس کے جسمانی اظہار اور چہرے کی حالت پر بھی اثر ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعے واضح کر دیا کہ نیکی اور برائی کے نتائج ہر سطح پر ظاہر ہوں گے، اور ہر شخص اپنی حقیقت کے مطابق اپنے اعمال کا نتیجہ محسوس کرے گا۔

حدیث مبارکہ ﷺ

قیامت کے دن کی ہولناکی اور سورج کی شدت کا اجمالی ذکر قرآنِ کریم میں ملتا ہے، لیکن اس کی تفصیلی کیفیت اور شدت کا اندازہ زیادہ تر احادیثِ مبارکہ سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں، اس دن کے خوفناک مناظر اور انسانوں کی حالت کو نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ان روایات سے پتا چلتا ہے کہ سورج غیر معمولی طور پر قریب آ جائے گا، جس کے نتیجے میں ایسی ناقابل برداشت گرمی پیدا ہو گی کہ لوگ شدید پسینے میں ڈوب جائیں گے۔ یہ پسینہ محض جسمانی کیفیت نہ ہو گا بلکہ انسان کے اپنے اعمال کا عکس ہو گا۔ ہر شخص کے پسینے کی مقدار اس کے اعمال کے مطابق مختلف ہو گی، جیسا کہ متعدد احادیث میں وضاحت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مقدار بن اسودؓ سے روایت ہے:

"حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ، جَابِرٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ بْنُ الأَسْوَدِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ " تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ " . قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ فَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ أَمَسَافَةَ الأَرْضِ أَمِ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ .قَالَ " فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا قَالَ وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ ."[9]

[8] القران(عبس)40/38:80

[9] المسلم، الصحیح المسلم (دار الاحیاء الترث العربی، س ن) کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واٗھلھا، باب فِي صِفَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَعَانَنَا اللّٰہ عَلَى أَهْوَالِهَا، حدیث نمبر: 2864۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن (میدان حشر میں) سورج کو مخلوق کے '' نزدیک کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر رہ جائے گا۔ راوی سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کی میل سے مراد زمین کی ایک متعینہ مسافت ہے یا وہ سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے؟ فرمایا: تمام لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں شرابور ہوں گے۔ چنانچہ ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا، بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گھٹنوں تک پسینہ ہوگا، بعض لوگ وہ ہوں گے جو کمر تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے لیے ان کا پسینہ لگام بن جائے گا۔ یہ فرما کر رسول کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہو جائیں گے اور حالت یہ ہو جائے گی کہ ان کا پسینہ زمین پر ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا اور منہ تک پہنچ کر کانوں کو چھونے لگے گا۔"

لہذا قیامت کے دن پسینے میں ڈوبنے کی کیفیت پہلی روایت میں سامنے آئی، اور اسی حقیقت کو مزید واضح کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے ایک اور حدیث میں اس منظر کی ہیبت اور شدت کو نہایت بلیغ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ اپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا، يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ حَمَّادٌ وَهُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوعٌ (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) قَالَ يَقُومُونَ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ آذَانِهِمْ ."[10]۔(سورۃ **سورة المطفّفين** ،آیت نمبر 6)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے قران مجید کی ایت جس روز لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا"لوگوں میں سے کوئی ادھے کانوں تک پسینے میں ڈوبا ہوگا۔"

احادیث سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ قیامت کے دن پسینے کی شدت اور مقدار کا تعلق براہِ راست انسان کے اعمال کے ساتھ ہوگا۔ نیک اعمال والے افراد نسبتاً کم تکلیف کا سامنا کریں گے، جبکہ برے اعمال کرنے والوں کو زیادہ پسینہ اور شدید حالت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ گویا یہ پسینہ صرف جسمانی مشقت کا نام نہیں، بلکہ انسان کی عملی زندگی کی اصل عکاسی ہے۔ دنیا میں کیے گئے گناہوں کا بوجھ اس دن ایک محسوس شکل میں ظاہر ہوگا جو پسینے کی کثرت سے نمایاں ہوگا۔ یہ کیفیت دراصل ایک عمیق روحانی پیغام دیتی ہے کہ قیامت کے دن نیکی اور بدی کی حقیقت سب پر عیاں ہو جائے گی۔ جو چیز

[10] ابو عیسی محمد بن ترمذی، سنن ترمذی(لاہور: مکتبہ بیت الاسلام، 2017ء) کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ، باب مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ، حدیث نمبر: 2422

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

دنیا میں چھپی رہتی ہے وہ وہاں سب کے سامنے کھل کر سامنے آئے گی۔ گناہگاروں کے لیے یہ نہ صرف جسمانی مشقت ہوگی بلکہ شدید نفسیاتی اذیت بھی ہوگی، کیونکہ ان کے گناہوں کا بوجھ اور شرمندگی ایک کھلی ہوئی حالت میں دوسروں کے سامنے ظاہر ہوگی یہ منظر ہر شخص کے لیے اس کے اپنے اعمال کا براہِ راست نتیجہ ہوگا، جو کسی صورت چھپ نہیں سکے گا۔

روزِ حشر میں انسانیت پر نفسیاتی اور روحانی اثرات

روزِ حشر وہ دن ہوگا جس کی ہیبت اور جلال انسان کے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دے گا۔ یہ صرف آسمانوں کے ٹوٹنے یا زمین کے پھٹنے کا منظر نہیں ہوگا، بلکہ انسان کی اندرونی دنیا بھی لرز جائے گی۔ دل کی دھڑکن تیز ہوگی، سوچیں بکھر جائیں گی، اور روح خوف اور بے یقینی میں ڈوبی ہوگی۔ دنیا کے دکھ اور آزمائشیں اس دن کے مقابلے میں معمولی محسوس ہوں گی، کیونکہ قیامت کا منظر انسان کے احساسات اور جذبات کو ایسے جھنجھوڑے گا کہ ہر رشتہ، ہر تعلق اور ہر سہارا بھلا دیا جائے گا۔ اسی لیے قرآن کریم نے قیامت کو محض جسمانی عذاب کا دن نہیں کہا، بلکہ اس کے روحانی اور نفسیاتی پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا ہے۔ ان میں سب سے نمایاں کیفیت "خوف اور نفسا نفسی کا عالم ہے،" جہاں ہر شخص اپنی ہی فکر میں گم ہوگا۔ روزِ حشر کا منظر ایسا ہوگا، کہ ہر چیز کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔ وہ تمام چیزیں جنہیں دنیا میں انسان نے بہت قیمتی سمجھا اور جن کے پیچھے دوڑتا رہا، اس دن بالکل بے وقعت ہو جائیں گی۔ اولاد، دولت، عزت اور رشتے سب اپنی اہمیت کھو بیٹھیں گے۔ ماں باپ کی محبت اور اولاد کی چاہت، جنہیں انسان سب سے بڑا سہارا سمجھتا تھا، اس دن بکھر کر رہ جائے گی۔ اس دن انسان اپنی سب سے عزیز ہستیوں کو بھی پہچاننا بھول جائے گا۔ کوئی اپنے بچوں کی فکر نہیں کرے گا، نہ کوئی یہ پوچھے گا کہ کون کتنا مالدار تھا۔ ہر شخص اپنی نجات اور انجام کے فکر میں ایسا غرق ہوگا کہ دوسروں کے لیے جگہ ہی نہ بچے گی۔ یہی وہ کیفیت ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے۔ سورۃ المعارج میں واضح ارشاد فرمایا:

" يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ۔وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ۔وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا۔يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ۔وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ۔وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ۔وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ۔وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ۔"[11]

"جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے اور کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو نہیں پوچھے گا۔ حالانکہ وہ انھیں دکھائے جا رہے ہوں گے۔ مجرم چاہے گا کاش کہ اس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) فدیے میں دے دے اپنے بیٹوں کو۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو۔ اور اپنے خاندان کو، جو اسے جگہ دیا کرتا تھا۔ اور ان تمام لوگوں کو جو زمین میں ہیں، پھر اپنے آپ کو بچا لے۔"

[11] القرآن(المعارج)70:8/14

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 28, 2025

ایک اور جگہ واضح ارشاد فرمایا:

" وَمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ۔وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ۔لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ۔"[12]

"جس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا۔اور اپنی ماں اور اپنے باپ (سے)۔اس دن ان میں سے ہر شخص کی ایک ایسی حالت ہو گی جو اسے (دوسروں سے) بے پرواہ بنادے گی۔"

لہذا ان آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت کا دن ایسا سخت اور خوف دن ہو گا، کہ ہر شخص صرف اپنی نجات اور حساب کتاب میں اس قدر مصروف ہو گا کہ قریبی رشتوں کی کوئی حیثیت باقی نہ رہے گی۔اس دن نہ باپ اپنی اولاد کے لیے کچھ کر پائے گا، اور نہ ہی اولاد اپنے والد کو کسی فائدے میں لا سکے گی۔اسی طرح عزیز ترین رشتے، چاہے وہ ماں ہو یا بھائی، سب بے بس اور عاجز ہوں گے۔اس کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ آخرت میں کسی خونی یا دنیاوی تعلق کا سہارا نہیں ملے گا، بلکہ اصل فلاح ان لوگوں کو نصیب ہو گی، جنہوں نے دنیا کی زندگی میں خلوص کے ساتھ اللہ کے احکام کی پیروی کی اور نیک عمل کرتے ہوئے اپنی جوابدہی کے دن کی تیاری کی۔ چنانچہ روایت میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا" ان لوگوں کا کیا حال ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ میری قَرابت نفع نہ دے گی۔ہر تعلق اور رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ اور تعلق (منقطع نہ ہو گا) کیونکہ دنیا و آخرت میں جڑا ہوا ہے۔"[13]

قیامت کے دن یہ حقیقت بے نقاب ہو جائے گی کہ دنیاوی تعلقات اور رشتے اپنی طاقت کھو بیٹھیں گے۔ہر فرد اپنی ذاتی فکر اور اعمال کے بوجھ میں اتنا مگن ہو گا، کہ کوئی بھی قریبی رشتہ دار، اہلِ بیتِ رسول ﷺ کے سوا، اس کے کام نہ آئے گا۔اس دن ہر شخص کو اپنی ذمہ داریوں اور اعمال کا خود سامنا کرنا پڑے گا، اور کوئی مدد یا سفارش اس کے لیے مؤثر ثابت نہیں ہو گی۔دنیا میں جو تعلقات انسان کو سکون اور سہارا دیتے ہیں، قیامت کے موقع پر وہ سب لااثر ہو جائیں گے، اور حقیقی کامیابی، نجات صرف اللہ تعالی کی رضا اور اچھے اعمال کے ذریعے حاصل ہو گی۔

قربِ شمس کے تناظر میں شفاعتِ کبریٰ کا بیان

قیامت کے روز کے مناظر "قرآن و تفاسیر" میں نہایت ہیبت ناک اور لرزہ خیز انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ان میں سب سے نمایاں اور ہولناک کیفیت یہ ہو گی کہ سورج انسانوں کے قریب کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ لوگ اپنی اپنی حالت اور اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔اس دن کوئی کسی

[12] القران(عبس)80:34/37

[13] مجمع الزواءد، کتاب علامات النبوّۃ، باب فی کرامۃ اصلہ صلی اللہ علیہ و سلم، ۸ / ۳۹۸، الحدیث: ۱۳۸۲۸

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
November 28, 2025

کے کام نہیں آئے گا، نہ ہی کوئی کسی کی سفارش کرنے والا ہوگا۔ دراصل یہ منظر اس حقیقت کی گہری یاد دہانی ہے کہ اس دن انسان تمام دنیاوی سہاروں، طاقت اور وسائل سے محروم ہو کر بالکل بے بس اور عاجز کھڑا ہوگا۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

" وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ۔"[14]

"اس دن سے ڈرتے رہو جب کوئی کسی کو نفع نہ دے سکے گا اور نہ شفاعت اور نہ سفارش قبول ہوگی اور نہ کوئی بدلہ اس کے عوض لیا جائے گا اور نہ مدد کیے جائیں گے۔"

چنانچہ ایسے وقت میں جب ہر شخص "**نفسی نفسی**" کی صدائیں بلند کر رہا ہوگا، نجات کی سب سے بڑی امید اور سہارا "شفاعتِ کبریٰ" کی صورت میں سامنے آئے گا۔ یہی شفاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور رسول اکرم ﷺ کے بلند مقام و مرتبہ کی عملی جھلک ہوگی، جو قیامت کے دن انسانیت کے لیے حقیقی نجات کا ذریعہ بنے گی۔

شفاعت کا بیان

"شفاعت کا مطلب کسی کے لیے سفارش کرنا ہے خواہ اچھی ہو یا بری۔"

یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ، شفاعت اپنی اصل میں کوئی مثبت یا منفی رنگ نہیں رکھتی، بلکہ اس کی قدر و قیمت اس بات پر ہے کہ وہ کس مقصد کے لیے کی جا رہی ہے۔ اگر سفارش نیک نیتی اور بھلائی کے لیے ہو تو سفارش کرنے والے کو بھی اس کا اجر نصیب ہوگا، لیکن اگر یہ سفارش برائی کے فروغ کے لیے ہو تو اس کا گناہ اور بوجھ سفارش کرنے والے پر بھی ڈالا جائے گا۔ اسی اصول کو قرآنِ مجید نے اس طرح بیان کیا ہے کہ:

" مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَاۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَاۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا۔"[15]

"جو شخص بھلائی کی سفارش کرے گا تو اس سے اسے حصہ ملے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا اس سے بھی وہ حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو بڑی جامع بات میں سمیٹا اور فرمایا:

"حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ .قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ، أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا، وَيَقْضِي اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ ۔"[16]

[14] القرآن(البقرہ)48:2

[15] القرآن(النساء)85:4

[16] البخاری، الصحیح الجامع البخاری، کتاب الزکاۃ، باب التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيهَا، حدیث نمبر:1432۔

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

"ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابو بردہ بن عبداللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے بیان کیا' اور ان سے ان کے باپ ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کوئی مانگنے والا آتا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے فرماتے: کہ تم سفارش کرو، کہ اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ پاک اپنے نبی کی زبان سے جو فیصلہ چاہے گا وہ دے گا۔"

اصطلاحی مفہوم

"شرعی اصطلاح میں شفاعت سے مراد قیامت کے روز ملائکہ، انبیاء اور اہلِ ایمان کا موحد گنہگاروں کے لیے مغفرت کی سفارش کرنا ہے جس کے بعد وہ جنت میں داخل ہوں گے۔"

شفاعت اور وسیلہ

شفاعت اور وسیلے کا تعلق براہِ راست انسان کی نجات اور اس کے تعلق باللہ سے جڑا ہوا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں وسیلہ اس راستے یا ذریعے کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کی قربت اور خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ وسیلہ کبھی ایمان، نیک اعمال، عبادات اور دعاؤں کی شکل میں سامنے آتا ہے؛ اور کبھی اللہ کے برگزیدہ انبیاء اور صالحین کی شفاعت کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم میں بھی اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ فلاح و نجات کے لیے وسیلہ اختیار کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"۔[17]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف قرب تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور نجات کے تین بنیادی اصول بیان فرمائے ہیں۔ سب سے پہلے تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید ہے، اس کے بعد وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم دیا گیا ہے، اور پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جہاں تقویٰ اور جہاد کے معانی سب کے لیے واضح ہیں، وہاں "وسیلہ" کے تصور پر مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک وسیلے سے مراد انبیاء کرام، اولیاء اللہ اور شہداء کا سہارا لینا ہے، جو روزِ قیامت اللہ کے حضور سفارش کا ذریعہ بنیں گے۔

[17] القرآن (المائدہ) 35:6

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 28, 2025

شفاعتِ کبریٰ اور نجات کا آغاز

قیامت کے دن جب لوگ طویل عرصے تک سخت بھوک، پیاس، شدید گرمی اور پسینے کی بدبو میں بے حد پریشانی اور بوجھ محسوس کریں گے، تو وہ بے بسی کے عالم میں انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف رجوع کریں گے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حساب کے آغاز کے لیے سفارش کریں۔ لیکن ہر نبی اپنی عاجزی ظاہر کرتے ہوئے یہ ذمہ داری قبول کرنے سے معذرت کر لے گا۔ آخر کار تمام لوگ سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، آپ ﷺ اپنے رب کے حضور عاجزی اور خشوع کے ساتھ سجدہ کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا اور شفاعتِ کبریٰ کی اجازت بخشے گا۔ یہی وہ عظیم لمحہ ہو گا جو نجات کی ابتدا ثابت ہو گا اور حسابِ کتاب کا آغاز ہو جائے گا۔ اس دن رحمتِ الٰہی کے دروازے کھلیں گے، اور انسانیت کے لیے امید و سکون کی راہیں روشن ہوں گی۔ اسی عظیم واقعے کو شفاعت کبریٰ یا شفاعت عظمیٰ کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں واضح ارشاد فرمایا:

"وْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَـٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا"۔[18]

"اس دن سفارش نفع نہ دے گی مگر جس کے لیے رحمان اجازت دے اور جس کے لیے وہ بات کرنا پسند فرمائے۔"

یہ آیت ہمیں یہ حقیقت سمجھاتی ہے کہ روزِ قیامت کوئی بھی اپنی طرف سے سفارش کرنے کا اختیار نہیں رکھے گا۔ وہاں نہ کوئی نبی، نہ کوئی ولی اور نہ ہی کوئی فرشتہ، اپنی مرضی سے سفارش کر سکے گا۔ شفاعت کا حق صرف انہی ہستیوں کو ملے گا جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اجازت دے گا۔ اس طرح یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ شفاعت کی اصل قدرت اور اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور وہی طے کرے گا کہ کس کی سفارش قبول کی جائے اور کس کو نجات عطا کی جائے۔ نیز روز محشر شفاعت کی حقیقت اور اس کی وضاحت خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جامع حدیث میں بیان فرمائی ہے۔ شفاعت کو جس وضاحت اور صراحت کے ساتھ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم" نے پیش کیا ہے، وہ کسی اور ذریعے سے اس قدر تفصیل سے واضح نہیں ہو سکتا۔ ہیں۔ اس ضمن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت خاص اہمیت رکھتی ہے۔

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ ، فَنَهَشَ مِنْهَا نَهْشَةً ، ثُمَّ قَالَ : أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَلِكَ ؟ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي ، وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ ، وَلَا يَحْتَمِلُونَ ، فَيَقُولُ النَّاسُ : أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ ، أَلَا تَنْظُرُونَ

[18] القرآن (طہ) 109:20

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published: November 28, 2025

مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ؟ ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ : عَلَيْكُمْ بِآدَمَ ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَام ، فَيَقُولُونَ لَهُ : أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا ، فَيَقُولُ آدَمُ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ ، فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ ، فَيَأْتُونَ نُوحًا ، فَيَقُولُونَ : يَا نُوحُ ، إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ ، فَيَقُولُونَ : يَا إِبْرَاهِيمُ ، أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَيَقُولُ لَهُمْ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ، فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى ، فَيَأْتُونَ مُوسَى ، فَيَقُولُونَ : يَا مُوسَى ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ، فَضَّلَكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ، فَيَأْتُونَ عِيسَى ، فَيَقُولُونَ : يَا عِيسَى ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَيَقُولُ عِيسَى : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ قَطُّ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ، فَيَقُولُونَ : يَا مُحَمَّدُ ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ ، وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ، ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي ، فَأَقُولُ : أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي يَا رَبِّ ، فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ، أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ، ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى۔"[19]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دست کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اپنے دانتوں سے اسے ایک بار نوچا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا تمہیں معلوم بھی ہے یہ کون سا دن ہوگا؟ اس دن دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع ہوگی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہو گئی ہے۔ کیا ایسا کوئی مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلنا

[19] البخاری، الصحیح الجامع البخاری، کتاب التفسیر، باب ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا، حدیث نمبر: 4712۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

چاہیئے۔ چنانچہ سب لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے آپ انسانوں کے پر دادا ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اس لیے آپ رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔ آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہوگا اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، پس نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ نے ”شکر گزار بندہ“ (عبد شکور) کا خطاب دیا۔ آپ ہی ہمارے لیے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اتنا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی۔ نفسی، نفسی، نفسی آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں روئے زمین میں منتخب، آپ ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غضبناک ہے؟ اتنا غضبناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے (راوی) ابوحیان نے اپنی روایت میں تینوں کا ذکر کیا ہے۔ نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں موسیٰ علیہ السلام پاس کے جاؤ۔ سب لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور میں کریں، آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضبناک ہے، اتنا غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ نفسی، نفسی، نفسی بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

کریں گے۔اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم علیہا السلام پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں، آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے بات کی تھی، ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرماسکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے۔ عیسیٰ بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہو گا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے، نفسی، نفسی، نفسی میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لیے سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسن ثناء کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت پر کرم کر، کہا جائے گا اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے، جنت کے داہنے دروازے سے داخل کیجئے ویسے انہیں اختیار ہے، جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصریٰ میں ہے۔

یہ بات اس روایت سے صاف ظاہر ہوتی ہے؛ کہ قیامت کے دن کسی کو بھی اپنی ذاتی مرضی یا اختیار سے سفارش کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ شفاعت کا دروازہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھلے گا، اور اسی کی اجازت کے بغیر کوئی نبی، کوئی رسول یا کوئی فرشتہ آگے بڑھ کر سفارش نہیں کر سکے گا۔ یہاں تک کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، جنہیں دنیا ہی میں بے مثال رتبہ اور مقامِ محمود عطا کیا گیا، وہ بھی اسی وقت امت کے لیے شفاعت فرمائیں گے جب اللہ تعالیٰ انہیں اجازت بخشے گا۔ اگر اجازت نہ ملی تو وہ بھی شفاعت نہ کر سکیں گے۔ اس سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ فیصلے اور اختیارات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور شفاعت کا تعلق بھی سراسر اسی کی مرضی اور مشیت کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 28, 2025

خلاصہ بحث

روزِ حشر وہ دن ہو گا جب انسان اپنی تمام قوت کے باوجود شدید آزمائشوں کے سامنے بے بس نظر آئے گا۔ رشتے، سہولتیں اور دنیاوی سہارے سب بے اثر ہو جائیں گے، اور امید کا واحد مرکز اللہ کی رحمت اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت ہو گی۔ شفاعتِ کبریٰ قیامت کے ہولناک مناظر میں ایمان والوں کے لیے نجات اور سکون کا ذریعہ بنے گی۔ یہ باب واضح کرتا ہے کہ آخرت کی کامیابی ایمان، پیرویِ رسول ﷺ اور نیک اعمال سے مشروط ہے، اور حقیقی نجات کا سب سے بڑا سہارا اللہ کی رحمت اور حضور ﷺ کی شفاعت ہے۔

نتائج تحقیق

1. قیامت کے دن انسان اپنی قوت و سمجھ کے باوجود بے بس ہو جائے گا۔
2. سورج کا شدید قرب انسانی خوف و گھبراہٹ کو کئی گنا بڑھا دے گا۔
3. اس دن دنیاوی رشتے اور سہولتیں کسی کام نہیں آئیں گی۔
4. نجات کی سب سے بڑی امید صرف اللہ کی رحمت ہو گی۔
5. شفاعتِ نبوی ﷺ بندوں کے لیے سب سے بڑا سہارا اور نجات کا ذریعہ ہو گی۔
6. قیامت محض سزا کا دن نہیں، رحمت اور قبولیت کا دن بھی ہے۔
7. حقیقی کامیابی ایمان، اتباعِ رسول ﷺ اور نیک اعمال سے ممکن ہے۔

سفارشات

دنیاوی زندگی کو عارضی سمجھ کر آخرت کی تیاری کی جائے۔

1. نبی اکرم ﷺ کی سنت اور تعلیمات کو عملی زندگی میں مضبوطی سے اپنایا جائے۔
2. اعمال میں اخلاص اور تقویٰ کو بنیاد بنایا جائے۔
3. قیامت اور آخرت کے عقیدے کو مضبوط رکھنے کے لیے قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے۔
4. دوسروں کے حقوق ادا کر کے نیکی کو زندگی کا مستقل حصہ بنایا جائے۔
5. شفاعتِ نبوی ﷺ کی امید کے ساتھ اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھا جائے۔
6. خوفِ قیامت کو دل میں زندہ رکھ کر برائیوں سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

OPEN ACCESS
CC BY